AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL

Al-Misbah, **Vol. 2, No. 4**(2022),54-66
https://almisbah.info/

اقوام متحدہ کا منصوبہ پائیدار ترقی کے ہدف غربت کے خاتمے کا سیرت طیبہ کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

A RESEARCH REVIEW OF UNITED NATIONS' PLAN SUSTAINABLE DEVELOPMENT GOALS TO ERADICATE POVERTY IN THE LIGHT OF SEERAH

* Dr. Hafiz Muhammad Saleem
** Murtaza Khan

ABSTRACT

To protect future generations, sustainable development is a topical issue in the globalised information age. Islam is a style of life that takes into account the challenges of human sustainability and is founded on the divine Shari'ah precepts. The prosperity of the populace and the advancement of society are indeed among Islam's core values and principles. However, because people prioritize their own interests over those of society in a capitalist society, the Industrial Revolution caused enormous harm to Earth. Islamic social responsibility promotes the value of unity and refers to a moderate ummah (community) that is forbidden from causing any harm to the planet. Everything on earth is a gift from Allah to humanity, and as man is the representative of Allah and has taken on the role of steward (Khalifah) for the planet, it is his duty to protect it from harm. The main goal of this paper is to provide Islamic concepts and applications in discussions of sustainable development, particularly those that focus on poverty issues

Keywords: Sustainable Development, Poverty, SDGs, Islam, Seerah

تمہید

اس فانی دنیا میں زیادہ سے زیادہ ترقی کے حصول کی خواہش نے پورے عالم انسانیت کا مقصد حیات فقط معاشی خوشحالی اور مغربی طرز زندگی کا حصول بنا دیا ہے۔ چنانچہ جدید سہولیات اور پیسے کے حصول کے لیے ہر شخص دن رات دوڑ میں لگا ہوا ہے تاہم اتنی کوششوں کے باوجود صرف ایک مخصوص طبقہ ہی ان تمام سہولیات تک رسائی حاصل کر سکا ہے جسے سرمایہ دار کہتے ہیں جب کہ دوسری طرف اسی سرمایہ داریت کے سبب سے دنیا میں غربت کا خطرناک حد تک اضافہ ہوا ہے۔ اس وقت دنیا میں ۳ بلین کے قریب ایسے لوگ بھی ہیں جن کی روزمرہ کی آمدنی 1.25 ڈالر سے بھی کم ہے۔ یونیسیف کی رپورٹ کے مطابق دنیا میں ایک بلین سے زائد بچے ایسے ہیں جن کا معیار زندگی غربت کی سطح سے بھی کئی گنا پست ہے۔ ان مفلوک الحال بچوں کو نہ پیٹ بھر کر کھانے کے لیے خوراک ہے اور پینے کا صاف ستھرا پانی تک

* Assistant Professor, Faculty of Arabic & Islamic studies, Mohi-ud-Din Islamic university (Miu), Nerian sharif, AJ&K.
** Ph.D. Scholar, Faculty of Arabic & Islamic studies, Mohi-ud-Din Islamic university (Miu), Nerian sharif, AJ&K.

میسر نہیں ہے۔ جدید انڈسٹریز سے نکلنے والے فضلات نے نہ صرف پانی کو آلودہ کیا ہے بلکہ فضا کو بھی زہر آلود کر دیا ہے۔ یہی آلودگی دنیا بھر سے لاکھوں انسانوں کے تڑپ سسک کر موت کے منہ میں جانے کا سبب بن رہی ہے۔ غربت کی وجہ سے ادویات لوگوں کی قوت خرید سے باہر ہو چکی ہیں کیونکہ غریبوں کے پاس اتنے پیسے ہی نہیں کہ وہ دوا بھی خرید سکیں۔ اس صورت حال میں کہ جب قدرتی ماحول بگڑ چکا ہے اور قدرتی وسائل کے بے تحاشا و بلا دریغ استعمال نے اس زمین کے نظام پر زبردست اثر ڈالا ہے۔ انسان یہ سوچنے پر عاجز ہو گیا ہے کہ کسی طرح سے اس بگاڑ پر قابو کیا جائے وگرنہ آنے والے نسلیں ان قدرتی وسائل سے محروم رہ جائیں گی۔ چنانچہ اقوام متحدہ نے اس مقصد کے لیے پائیدار ترقی (sustainable development) کا منصوبہ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے تاکہ اس منصوبے کی تکمیل سے اس دنیا کے وسائل کو آنے والی نسلوں کے لیے بھی محفوظ رکھا جا سکے۔ پائیدار ترقی سے مراد ایسی ترقی ہے جو اس کرہ ارض پر رہنے والے تمام لوگوں کو خوش حال بناتے ہوئے ان کے مستقبل کو بھی محفوظ بنانے کا منصوبہ ہے۔ یہ منصوبہ دراصل معاشرے میں ایسی سوچ پیدا کرنا ہے جو اجتماعی سطح پر لوگوں کو شعور بخشے تاکہ وہ قدرتی وسائل کا استعمال احتیاط سے کریں تاکہ آنے والی نسلیں بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔

پائیدار ترقی کا تعارف

پائیدار ترقی کی اصطلاح ماضی قریب میں ہی وضع کی گئی ہے تاکہ اس منصوبے کے ذریعے زمین پر ایک مثالی اور فلاحی معاشرے کا قیام یقینی طور پر ممکن بنایا جا سکے۔ اقوام متحدہ نے اس منصوبے کے لیے ایک کمیشن تشکیل دیا جس کا نام (Environment and Development) رکھ کر اس کی سربراہی "Harlem Brundtland" کو سونپ دی گئی۔ ۱۹۸۳ء میں یہ کمیشن تشکیل دیا گیا تھا جس نے کچھ ہی وقت میں ایک رپورٹ "Our common future" پیش کر دی۔ اس رپورٹ میں اس نکتے کے حوالے سے خاص تاکید کی گئی کہ اگر انسانوں نے جدید طریقہ زندگی کو تبدیل نہ کیا تو بہت جلد یہ دنیا ماحولیاتی آلودگی سے تباہ ہو جائے گی اور پوری انسانیت کی بقا کو شدید خطرات لاحق ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ اس دنیا میں ایسا اقتصادی نظام نافذ کیا جائے جس کے ذریعے معاشرے میں رہنے والے تمام گروہوں کو معاشی حقوق کا تحفظ بھی فراہم کیا جائے۔ تمام قوموں کے انسانوں کو بلا امتیاز رنگ و نسل، علاقہ و جنس ان تمام سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے جنہیں اقوام متحدہ کے چارٹر میں تمام انسانوں کے "بنیادی انسانی حقوق" قرار دیا گیا ہے۔ اس طرح کے اقدامات کا مقصد ایسی ترقی کا حصول ہے جس کے ذریعے اس دنیا کے تمام انسان اپنی ضروریات پوری کرتے ہوئے آمدہ نسلوں کے لیے بھی ان وسائل کو کارآمد چھوڑیں۔ چنانچہ "Harlem Brundtland" نے اقوام متحدہ کے سامنے پائیدار ترقی کا منصوبہ پیش کیا جس کی اصطلاحی تعریف اس طرح سے کی جاتی ہے۔

> "Development that meet the needs of the present without compromising the ability of future generation to meet their own needs."[1]

اس حوالے سے برازیل کے شہر "ریو" میں اقوامِ متحدہ کا اجلاس ۱۹۹۲ء میں منعقد ہوا جس میں پائیدار ترقی کا منصوبہ دنیا کے سامنے لایا گیا جس کے ذریعے دنیا میں ماحولیاتی، اقتصادی اور سماجی نظام کو متوازن رکھا جائے۔ اس مقصد کے لیے پائیدار ترقی کے کئی اہداف بھی مقرر کیے گئے جن میں ایک ہدف دنیا سے غربت کا خاتمہ بھی ہے۔ اس ہدف کی وضاحت ایسے کی جاتی ہے کہ

"قومی پیمانے پر غریبوں اور مسکینوں کے لیے مناسب سماجی حفاظت کا نظام قائم کرنے کے لیے اقدامات کرنا اور ۲۰۳۰ء تک غربت اور ناداری پر قابو پانا"[2]

ترقی یافتہ ملکوں میں افلاس و غربت

دنیا میں غربت جس قدر تیزی سے بڑھی ہے اس نے صرف تیسری دنیا کے ترقی پذیر ممالک کو متاثر نہیں کیا بلکہ ترقی یافتہ ممالک بھی بے پناہ وسائل کے باوجود غربت جیسے مسئلے کو نمٹانے میں ابھی تک کامیاب نہیں ہوئے ہیں اور ان ممالک میں لوگوں کی بڑی تعداد غربت کی زندگی گزار رہی ہے۔ ایک سروے رپورٹ کے مطابق صرف امریکہ میں ہی شرح غربت پندرہ فیصد ہے جس کا مطلب ہے کہ چار کروڑ ساٹھ لاکھ امریکی سطح غربت سے بھی نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔[۳] امریکہ کے علاوہ ترقی یافتہ مغربی یورپی ممالک بھی غربت کے مسائل سے دوچار ہیں۔ ایک این جی او کی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ ۲۰۱۱ء تک یورپ کی ۵۰۰ ملین آبادی میں سے ۱۲۱ ملین افراد انتہائی غربت کے عالم میں جینے پر مجبور ہیں۔ رپورٹ کا متن کچھ اس طرح سے ہے کہ

"Oxfam's analysis is based on the UE's official definition of poverty. In 2011, there were 121 million people at risk of poverty in the EU representing 24.3 percent of the population."[4]

مذکورہ اعداد بتاتے ہیں کہ غربت و افلاس صرف ترقی پذیر ملکوں کا نہیں بلکہ ان ممالک کا بھی مسئلہ ہے جو ترقی کے بام عروج پر ہیں لہٰذا یہ انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی اور عالمی مسائل میں سے ہے۔ اگر غربت کو دیگر تمام مسائل کی جڑ قرار دیا جائے تو اسے غلط نہیں کہا جا سکتا کیونکہ کوئی بھوکا انسان اپنا پیٹ بھرنے کے لیے ہر جائز و ناجائز کام کر گزرتا ہے جس کی وجہ سے امن سلامتی کی صورتحال بھی قائم نہیں رہتی۔ اس کے علاوہ غربت کی وجہ سے بہت سے نفسیاتی مسائل بھی پیدا ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ مفلسی کی وجہ سے لوگ اپنے بچوں کو بیچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں یا پھر بچوں سمیت خودکشی کر لیتے ہیں۔[۵]

غربت بڑھنے کا سبب

عصرِ حاضر میں غربت بڑھنے کے متعدد اسباب بیان ہیں جن میں وسائل کی کمی، آبادی کی بڑھوتری اور جہالت وغیرہ سرفہرست ہیں تاہم تحقیق کے مطابق دنیا میں مفلسی اور غربت بڑھنے کا سبب سرمایہ دارانہ نظام کی وجہ سے ہونے والی وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم ہے۔ یہ مفروضہ اسلامی تعلیمات کی رو سے غلط ہے کہ غربت میں اضافہ اس لیے ہو رہا ہے کہ وسائل میں مسلسل کمی واقع ہو رہی ہے کیونکہ رب

کریم کی ذات "رزاق" ہے۔ اس نے تمام کائنات کی مخلوق کو رزق پہنچانے کی ذمہ داری خود لے رکھی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے۔

"وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا"[6]

"اور زمین پر ایسا کوئی جاندار نہیں ہے جسے رزق پہنچانے کا ذمہ اللہ نے اپنے ذمہ نہ لے لیا ہو۔"

ایک اور مقام پر اللہ تعالی اپنی "رزاقیت" کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مفلسی سے ڈر کر اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ جیسا کہ قرآن کی آیت مبارکہ ہے

"وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْـيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ"[7]

"اور اپنی اولادوں کو فقر وفاقہ کے خوف سے جان سے نہ مارنا کیونکہ ان کو بھی رزق ہم دیتے ہیں اور تم کو بھی۔"

ایک بین الاقوامی ادارے کے جاری شدہ اعداد و شمار خبر دیتے ہیں کہ دنیا کی پونے چھ ارب کی آبادی کے لیے اس دنیا میں ایک ارب اکتیس کروڑ ٹن جتنا گوشت اور اجناس موجود ہے جب کہ نو کروڑ دس لاکھ ٹن مچھلی بھی دستیاب ہے مگر دنیا کے وسائل پر طبقہ اشرافیہ کے تصرف میں ناجائز استعمال، کثرت استعمال اور بد نظمی کی وجہ سے یہ قدرتی وسائل تیزی سے ضائع ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے آمدہ نسلوں کے لیے سنگین مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔[8] ماہرین اقتصادیات کے مطابق معاشی ترقی کا حصول بھی طبقہ امرا کو حاصل ہے جب کہ وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم کے سبب ان گنت لوگ ہیں جنہیں دو وقت کے لیے پیٹ بھر کر روٹی بھی نصیب میں نہیں ہے۔ حکومتیں جو مراعات دیتی ہیں ان کا حصول بھی طبقہ اشرافیہ کو ہی ہے جو نہ صرف ٹیکس دیتے ہیں بلکہ دل کھول کر کرپشن بھی کرتے ہیں۔[9]

اس کیفیت میں یہ فکر برقرار رہتی ہے کہ کیا واقعی مفلسی اور غربت ایسا سنگین اور حل نہ ہونے والا مسئلہ ہے کہ متعدد اقدامات اور کوششوں کے باوجود اس کو قابو نہیں کیا جا سکا ہے اور بے پناہ وسائل کے باوجود ترقی یافتہ ممالک ابھی تک اس مسئلے میں الجھے ہوئے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق اس سوال کا جواب نفی میں ہے کیونکہ غربت کوئی ایسا سنگین مسئلہ نہیں ہے جس کا خاتمہ کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کی مطہر زندگی سے ادراک کامل ہوتا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے اس مسئلے کو الہامی تعلیمات سے حل کرتے ہوئے حکومتی سطح پر نافذ بھی کیا اور دنیا کو ایسا زبردست معاشی نظام فراہم کیا جس ہر طرح کی خامیوں سے مبرا تھا۔ اسلام کی سنہری تاریخ میں متعدد ایسے شواہد و واقعات موجود ہیں جس سے یقین ہوتا ہے کہ اس دنیا سے تنگ دستی، بھوک و افلاس، معاشرتی عدم توازن اور خود ساختہ استحصالی کا خاتمہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب تعلیمات نبوی ﷺ کو عملا اس دنیا میں نافذ کیا جائے۔

تنگ دستی اور فاقے سے پناہ طلب کرنا

انسان کے لیے اس زمین پر بڑی آزمائشوں میں سے ایک بڑی آزمائش تنگ دستی اور غربت ہے۔ انسان پر جب سخت معاشی تنگی آجاتی ہے تو اس سے مقابلہ کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اسی لیے نبی رحمت ﷺ نے امت کو سکھایا کہ تنگ دستی اور غربت سے پناہ کی دعائیں مانگیں۔ نبی پاک ﷺ نے عملاً یہ دعائیں امت کو بھی سکھائیں جیسا کہ یہ دعا منقول ہے کہ

"اللھم انی اعوذبک من الفقر والقلة و الذلة"[۱۰]

"اے پروردگار! میں تجھ سے پناہ طلب کرتا ہوں فقر سے اور غربت سے اور ذلت سے"

ایک اور مقام پر نبی رحمت ﷺ نے اللہ تعالی سے ان الفاظ کے ذریعے دعا مانگی کہ اے رب کریم میں غربت اور کفر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔'' اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو تلقین کی ہے کہ وہ ایسے ذرائع بھی اختیار کریں جن کے ذریعے محتاجی اور فقر کو دور کیا جاسکے۔

صحابہ کرامؓ کی فکری تربیت

نبی مکرم ﷺ نے معاشرے سے تنگ دستی اور غربت کا خاتمہ کرنے کے لیے امت کی ذہنی تربیت بھی فرمائی اور صحابہ کرامؓ کے قلوب میں یہ الہامی تعلیم راسخ کر دی کہ حقیقی دولت تو قناعت پسندی اور دل کا غنی ہے۔ نبیِ رحمت ﷺ نے فرمایا کہ

"و ارض بما قسم اللہ لک تکن ا غنی الناس"[۱۲]

"اور اللہ نے جو تم میں تقسیم کیا ہے اسی پر راضی ہو جاؤ تو تم غنی ہو جاؤ گے۔"

نبیِ رحمت ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو بہت سے مواقع پر یہ سکھایا کہ ان کے مال میں جتنا بھی اضافہ ہوتا ہے وہ دراصل انفاق فی سبیل اللہ کا نتیجہ ہے لہذا غریبوں، فقیروں، مسکینوں اور تنگ دست افراد کی مدد کرنے میں کبھی بخل سے کام نہ لو۔ نبیِ رحمت ﷺ نے اس حوالے سے ارشاد فرمایا

"ابغونی ضعفاءکم فانکم انما ترزقون وتنصرون بضعفائکم"[۱۳]

"ناتواں اور ضعیف لوگوں کی مدد کر کے میری رضا حاصل کرنے کے لیے کوشش کرو کیونکہ تم کو انہی ضعیف اور کمزور افراد کی وجہ سے مال اور نصرت خداوندی ملتی ہے۔"

عہدِ رسالت ﷺ میں مدینہ میں دو ایسے بھائی بھی تھے جن میں سے ایک سارا دن مزدوری کرتا اور محنت کر کے کمائی کرتا جب کہ دوسرا بھائی نبیِ رحمت ﷺ کی خدمت میں موجود رہتا اور علم دین حاصل کرتا۔ ایک موقع پر محنت کش بھائی نے آپ ﷺ سے اس بھائی کی روش کی شکایت کی تو نبیِ رحمت ﷺ نے اسے فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ تجھے روزی ملنے کی وجہ تیرے بھائی کا یہ عمل خیر ہی ہو۔[۱۴]

محنت کا فروغ

نبی کریم ﷺ نے اسلامی معاشرے سے کاہلی اور سستی کو ختم کرنے کے لیے محنت کرنے پر بہت زور دیا۔ نبیِ رحمت ﷺ نے بھیک مانگنے کی شدید مذمت بھی فرمائی کیونکہ گداگری و تن آسانی بھی تنگ دستی اور فقر کا ایک بڑا سبب ہے۔ آپ ﷺ نے گداگروں کی ملامت کرتے ہوئے فرمایا

"ولا يفتح عبد باب مسالة الا فتح الله له باب فقر"[۱۵]

"جب کوئی شخص لوگوں سے سوال کرنا شروع کرتا ہے تو اللہ اس شخص پر فاقے و فقر کے دروازے کھول دیتا ہے۔"

نبیِ رحمت ﷺ نے مسلم معاشرے کو محنت کا سبق بھی سکھایا اور صحابہ کرامؓ نے اس نبوی تعلیم پر عمل کر کے رہتی دنیا تک امت کے لیے محنت کرنے کا ایک نمونہ پیش کیا۔ نبیِ رحمت ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بہتر کھانا وہی ہے جو اس مال سے کھایا جائے جسے انسان نے خود اپنے ہاتھ سے کمایا ہو اور یقیناً اللہ کے پیغمبر سیدنا داؤدؑ اسی مال سے کھاتے تھے جو وہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے حاصل کرتے۔[۱۶] نبیِ رحمت ﷺ نے امت کو سکھایا کہ محنت کرنے سے محض دنیاوی منفعت نہیں بلکہ آخرت میں بھی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ تاریخ اسلام میں بہت سے ایسے محدثین، مفسرین اور آئمہ ایسے بھی گزرے ہیں جو اس نسبت سے مشہور ہوئے جو ان کے آباواجداد کا پیشہ تھا جیسا کہ امام قدوریؒ، امام جصاصؒ اور امام غزالیؒ وغیرہ۔ نبی رحمت ﷺ نے محنتی لوگوں کی ہمت افزائی کرتے ہوئے ایک مزدور کے ہاتھ پکڑ کا اس کے ہاتھ کا بوسہ لیا اور فرمایا کہ یہ ایسے ہاتھ ہیں جنہیں جہنم کی آگ چھو نہیں سکتی۔[۱۷]

سیرت مطہرہ یہ درس دیتی ہے کہ ہر خطے و معاشرے کے افراد کو اپنی صلاحیتوں کے بقدر اکتساب حلال کے لیے کوششیں کرنی چاہیے تاکہ جائز ذرائع سے کما کر اپنے اہل و عیال کی معاشی ضروریات پوری کر سکے۔ اس سلسلے میں یہ بات حکومتی فرائض میں شامل ہے کہ وہ ان تمام مشکلات اور رکاوٹوں کا سدباب کرے جو کسی شخص کے اکتساب حلال میں مانع ہوں۔ اس کی بہترین مثال سیرت طیبہ میں مذکور اس واقعہ سے ملتی ہے جہاں نبی مکرم ﷺ نے ایک بے روزگار شخص کو محنت کر کے روزی کمانے کے لیے سامان فراہم کیا۔ آپ ﷺ نے وقتی طور پر اس نوجوان کی مدد کرنے کے بجائے اس کا کمبل اور پیالہ ۲ درہم میں فروخت کروا دیا۔ اس شخص نے ایک درہم سے اپنے اہل خانہ کے لیے کھانے پینے کی اشیا خریدیں جب کہ دوسرے درہم سے کلہاڑی خریدی جس کا دستہ نبی کریم ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے لگا کر اسے دیا اور وہ شخص لکڑیاں کاٹ کر بیچنے لگا تاکہ اپنے گھر والوں کا پیٹ پال سکے۔[۱۸]

قربانی و مواخات

دنیا میں دین فطرت اسلام ہی ہے اور اس دین متین کا تشریعی نظام شریعت محمدیہ الصلوٰۃ علی صاحبہا ہے۔ سوشلزم کے نظام میں غیر فطری مساوات پائی جاتی ہے مگر اسلام میں ایسا نہیں ہے بلکہ اسلام کی نظر میں تمام انسان حق معیشت میں بلا تفریق برابر ہیں۔ اسلام نے اس حوالے سے باہمی ہمدردی، برادرانہ مؤاخات اور غم خواری کی تعلیمات دی ہیں اور سیرت مطہرہ الصلوٰۃ علی صاحبہا میں اس مواخات کی شاندار مثال "مؤاخاتِ مدینہ " ہے جہاں آپ ﷺ نے اپنا سب کچھ چھوڑ کر مکہ سے مدینہ آنے والے مہاجرین کا بھائی چارہ مدینہ کے انصار سے کروا دیا۔ مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ کروا کر آپ ﷺ نے ایسا ہمدردی کا ماحول پیدا کر دیا کہ کسی کو اپنی تنگ دستی اور تکالیف کا احساس نہ ہوا اور اس طرح سے آپ ﷺ نے مدینہ کے پورے معاشرے کو ایک گھرانے کی طرح باہم جوڑ دیا۔ مواخات مدینہ سے مکہ سے ہجرت کر کے آنے والے مسلمانوں کے معاشی مسائل میں بڑی حد تک کمی آئی کیونکہ نبی کریم ﷺ کی تعلیم ہے کہ تمام مسلمان ایک بدن کی طرح ہیں کہ جب کبھی جسم میں کہیں بھی تکلیف ہو تو پورا جسم اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔[19] نبی رحمت ﷺ نے ایک موقع پر یہ تعلیم دی کہ ایک مسلمان اور دوسرے مسلمان میں بھائی کا رشتہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

"لَا تَحَاسدُوا وَ لَا تَنَاجشُوا وَ لَا تَبَاغضُوا وَ لَا تَدَابرُوا وَ لَا يَبِعْ بَعضُكم عَلَى بَيع بَعض وَ كُونُوا عِبَادَ الله اخوَاناً"[20]

"تم باہمی حسد نہ کرنا اور نہ خرید و فروخت کے وقت بولی اونچی کر کے دھوکہ دینا اور نہ آپس میں بغض رکھنا اور نہ ایک دوسرے سے ناراض رہنا اور نہ ہی اس وقت سودا کرنا جب کوئی دوسرا پہلے ہی اس کا سودا کر رہا ہو اور اے اللہ کے بندوں تم آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔"

اس حوالے سے سیدنا جابرؓ بن عبد اللہ کی روایت بہت معروف ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے انصار و مہاجرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارے کچھ برادران ایسے ہیں جو نہ کچھ مال رکھتے ہیں نہ ان کی نگہداشت کرنے کے لیے کوئی قبیلہ ہے پس تم کو چاہیے کہ ہر شخص ان لوگوں میں سے دو تین افراد کو اپنے ساتھ کھانے پینے اور کاروباری معاملات میں شریک کر لے۔ سیدنا جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ اس وقت ان کے پاس صرف اونٹوں کا ایک گلہ تھا مگر پھر بھی انہوں نے دو تین لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیا۔[21]

دولت تقسیم کرنے کے اقدامات

اسلام اس بات کے خلاف ہے کہ دولت کا ارتکاز چند مخصوص ہاتھوں تک رہے لہذا نبی رحمت ﷺ نے غربت اور تنگ دستی کے معاشرتی خاتمے کے لیے دولت تقسیم کرنے کا نظام متعارف کروایا۔ آپ ﷺ نے معاشی معاملات کی تکمیل اور دولت کو محدود ہاتھوں کے تصرف سے روکنے کے لیے عوام کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ پہلے حصے میں مسلمان جب کہ دوسرے حصے میں یہودی، عیسائی، مشرکین

اور تمام کافر شامل ہیں۔ مسلمانوں کے دلوں سے مال کی محبت نکالنے کے لیے اللہ تعالی نے زکوٰۃ کا حکم دیا اور زمین کی پیداوار پر عشر یعنی دسواں حصہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کا حکم دیا جب کہ کافروں پر خراج اور جزیہ نافذ کیا۔[۲۲]

زکوٰۃ کا حکم اور اس کی وصولی

زکوۃ جہاں معاشرتی طور پر مفید ہے وہاں یہ مالی عبادت بھی ہے۔ اللہ تعالی نے صاحب نصاب شخص پر زکوۃ کو سال میں ایک بار فرض کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ رب العزت نے زکوٰۃ ادا کرنے کو فرض قرار دیا ہے اور یہ زکوۃ ان مسلمانوں سے لی جائے گی جو مال دار ہیں اور ان مسلمانوں پر خرچ کی جائے گی جو غریب اور مسکین ہیں۔[۲۳] زکوۃ ادا کرنے کے حکم کے ساتھ ہی آپ ﷺ نے امت کو اس کا پورا نصاب اور ادائیگی کا کامل طریقہ بھی سکھایا اور زکوۃ کی شرح مقرر فرماتے ہوئے زیادہ ادائیگی سے منع بھی فرمادیا۔ نبی رحمت ﷺ نے یہ حکم جاری فرمایا کہ وہ مسلمان جن پر نصاب کے مطابق زکوۃ فرض ہو جائے تو وہ زکوۃ ادا کریں اور اگر ان سے مقررہ شرح سے زیادہ ادائیگی کا مطالبہ کیا جائے تو وہ اس زیادتی کو ادا نہ کریں۔[۲۴]

اسلامی معاشرے میں یہ ذمہ داری اولوالامر کی ہے کہ وہ لوگوں سے زکوۃ کی وصولی کو یقینی بنائے اور جو شخص بھی اس ادائیگی میں کوئی کوتاہی کرنے کا ارتکاب کرے تو اولوالامر کو حق ہے کہ وہ زکوٰۃ کی وصولی میں زبردستی بھی کر سکتا ہے اور ادائیگی نہ کرنے والے پر جرمانہ بھی عائد کر سکتا ہے۔ اس کی دلیل میں فقہانے یہ حدیث بیان کی ہے کہ اسی لیے اجر ہے جو ثواب واجر کی نیت سے زکوۃ ادا کرتا ہے اور جو شخص زکوۃ ادا نہیں کرتا تو اس سے بھی زکوۃ وصول کی جائے گی اور اس کا آدھا مال بھی بطور تاوان لے لیا جائے گا کیونکہ یہی اللہ کا حکم ہے اور اس میں محمد ﷺ کے گھرانے کے لیے کوئی بھی چیز نہیں ہے۔[۲۵]

عشر کی ادائیگی

زمین سے پیدا ہونے والی فصلوں پر زکوۃ کی طرح جو حصہ اللہ کے راستے میں دیا جاتا ہے اسے عشر کہا جاتا ہے۔ عشر سے مراد زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ اللہ کے راستے میں دینا ہے۔ مسلمان حکومت زکوٰۃ وعشر سے حاصل شدہ رقومات کو اسلامی معاشرے کی فلاح وبہبود، جہاد کے لیے اخراجات اور دیگر ضروریات کی تکمیل کے لیے استعمال کرتی ہے۔ زکوۃ کی طرح عشر بھی فرض ہے جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ فصل کاٹنے کے وقت تم زمین کا حق ادا کرو۔[۲۶]

خراج اور جزیہ کی ادائیگی

اسلامی نظام میں منکرین اسلام سے خراج اور جزیہ وصول کیا جاتا ہے تاہم جزیے کا اطلاق صرف ان افراد پر ہوتا ہے جو میدان جنگ میں لڑنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔ منکرین اسلام کے بچوں، بوڑھوں، خواتین اور معذوروں کو جزیہ کی ادائیگی سے استثنا حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے سیدنا معاذؓ بن جبل کو جزیے کے حوالے سے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ کافر جو بالغ ہوں ان سے بطور جزیہ ایک دینار

وصول کرنا یا پھر ایک دینار کی مالیت کا یمن کا معافری کپڑا ان سے جزیہ کے طور پر لینا۔[۲۷] منکرین اسلام سے جزیہ وصول کرتے ہوئے اسلام میں نرمی اور ہمدردی کا سلوک رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ سیدنا عمر فاروقؓ نے ایک مرتبہ ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو بھیک مانگ رہا تھا۔ اس سے گداگری کا پیشہ اختیار کرنے کے متعلق استفسار کیا تو اس نے کہا کہ اس کے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ وہ جزیہ ادا کر سکے چنانچہ سیدنا عمر فاروقؓ نے اسی وقت تمام صوبوں کے گورنروں کے نام یہ حکم جاری کر دیا کہ کسی بوڑھے شخص سے جزیہ نہ وصول کیا جائے۔[۲۸] خیر ون القرون کی اسلامی حکومت میں اکثر اوقات جزیہ کی ادائیگی معاف کر دی جاتی تھی بلکہ وہ منکرین اسلام جو مستحق خیرات ہوتے انہیں بیت المال سے وظیفہ بھی جاری کیا جاتا۔ سیدنا عمر فاروقؓ کی عادت مبارکہ تھی کہ وہ خراج وصول کرتے وقت علاقے کے دس با اعتبار اشخاص کو بلوا کر چار مرتبہ قسم اٹھواتے کہ کہیں رقم وصول کرتے وقت زیادہ رقم تو نہیں لی گئی۔[۲۹]

صدقۂ فطر اور دیگر کفارات

دین اسلام نے عید کی خوشیوں میں معاشرے کے غربا و مساکین کو بھی شریک کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ اس کے لیے مسلمانوں کو صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ تنگ دست اور ناداروں کے احساس محرومی کو دفع کیا جا سکے۔ حضرت عبد اللہؓ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے زکوٰۃِ فطر میں ایک صاع جو یا ایک صاع کھجور کو تمام مسلمانوں پر فرض قرار دیا تھا خواہ وہ غلام ہو یا د آزاد، مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بوڑھا، تمام لوگوں کو حکم تھا کہ عید کی نماز کے لیے جانے سے قبل لازمی طور پر یہ صدقہ ادا کریں۔[۳۰]

ایک دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے روزہ داروں کی لغو اور لایعنی باتوں سے تطہیر کرنے کے اور مساکین کے لیے کھانے کا اہتمام کرنے کے لیے صدقۂ فطر کو فرض کیا ہے۔ جو شخص اس صدقے کو نماز عید سے قبل ادا کر دے گا تو یہ صدقہ مقبول ہو گا اور جو شخص صدقہ فطر کو نماز عید کے بعد ادا کرے گا تو پھر یہ صدقہ عام صدقات میں سے ایک صدقہ سمجھا جائے گا۔[۳۱]

صدقہ فطر کے علاوہ شریعت نے کچھ احکامات کی تکمیل میں کوتاہی اور غفلت برتنے پر بعض کفارات کا تعین کیا ہے جن میں ظہار کا کفارہ، قسم کا کفارہ اور روزہ کا کفارہ وغیرہ شامل ہیں۔ ان کفاروں کی ادائیگی کا مقصد بھی معاشرے کے مفلوک الحال اور تنگ دست افراد کی معاشی معاونت ہی ہے۔

بنجر زمین کی آباد کاری

حیات انسانی میں زمین کو بھی خاص اہمیت حاصل ہے کیونکہ اسی میں انسان کے زندگی بسر کرنے کا سامان مہیا کیا گیا ہے۔[۳۲] نبی کریم ﷺ نے زرعی ترقی کے ذریعے بھی معاشرے سے غربت کا خاتمہ کرنے کے اقدامات فرمائے کیونکہ باغ بانی اور زراعت کے ذریعے ہی روزمرہ کی غذائی ضروریات پوری ہوتی ہیں چنانچہ نبی کریم ﷺ نے بنجر زمینوں کو قابل کاشت بنانے کے لیے بھرپور اقدامات کیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رزق کی تلاش زمین میں کرو۔[۳۳] جہاں کہیں بھی بے آباد اور بنجر زمین تھی، اسے آباد کرنے کے متعلق آپ

ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے بھی کوئی بنجر زمین آباد کی تو وہی شخص اس زمین کا مالک متصور کیا جائے گا۔[۳۴] آپ ﷺ نے قول فیصل صادر کرتے ہوئے فرمایا کہ

"ان الارض ارض اللہ و العباد عباد اللہ و من احیا مواتا فھو احق بہ"[۳۵]

"بے شک زمین تو اللہ تعالی کی ہے اور سب بندے بھی اسی اللہ کے بندے ہی ہیں اور جو شخص کسی غیر آباد زمین کو آباد کرتا ہے تو وہی شخص اس زمین کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔"

ایک موقع پر آپ ﷺ نے جہینہ قبیلے کے کچھ افراد کو کچھ زمین عنایت فرمائی تاہم ان لوگوں نے اس زمین کو آباد نہ کیا مگر کسی دوسرے قبیلے نے وہاں جا کر ان زمینوں کو آباد کر دیا۔ اس پر دونوں قبیلوں میں شدید تنازع پیدا ہو گیا اور یہ معاملہ سیدنا عمر فاروقؓ کے پاس پہنچا تو انہوں نے دونوں فریقوں سے فرمایا کہ اگر یہ نزاع میرے یا ابو بکرؓ کے زمانے کا ہوتا تو میں اسی وقت تم کو واپس کر دیتا مگر یہ زمین تو نبی کریم ﷺ نے عطا فرمائی ہے۔ پھر آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے پاس کچھ زمین ہو اور وہ تین سال تک اس زمین کو آباد نہ کرے اور دوسرے لوگ آکر اس زمین کو آباد کر لیں تو پھر وہی لوگ اس زمین کے زیادہ مستحق ہیں جنہوں نے اسے آباد کیا۔[۳۶]

ذخیرہ اندوزی کی ممانعت

اسلام کے ابتدائی زمانے کے حالات میں بہت سے مسلمان ایسے بھی تھے جو غربت اور فقر میں مبتلا تھے اور ایسے حالات سے گزر رہے تھے کہ بعض مرتبہ فاقہ کرنے کی بھی نوبت آجاتی تھی۔ ان نادار مسلمانوں کے حالات زندگی بہتر بنانے کے لیے نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ اشیائے خورد ونوش کو جمع کر کے ذخیرہ اندوزی نہ کی جائے بلکہ ایثار سے کام لیتے ہوئے نادار مسلمانوں کی مدد کی جائے۔ عید الاضحی کے موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

"من ضحی منکم فلا یصبحن بعد ثالثۃ و بقی فی بیتہ منہ شیء"[۳۷]

"کوئی شخص تم میں سے قربانی کرتا ہے تو وہ تین دن تک قربانی کے گوشت کو جمع کر کے نہ رکھے۔"

صحابہ کرامؓ نے جب یہ حکم نبوی سنا تو فی الفور سارا گوشت ان مفلوک الحال غریب مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ بعد میں جب مسلمانوں کے مالی حالات کچھ بہتر ہوئے تو آپ ﷺ نے مسلمانوں کو اجازت مرحمت فرمادی کہ وہ اب تین دن سے زیادہ گوشت جمع کر سکتے ہیں اور زیادہ تک استعمال بھی کر سکتے ہیں۔ دوران سفر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

"من کان معہ فضل ظھر فلیعد علی من لا ظھر لہ و من کان لہ فضل من زاد فلیعد بہ علی من لا زاد لہ سورۃ قال: فذکر من اصناف المال ما ذکر حتی راینا انہ لاحق لاحد منا فی فضل"[۳۸]

"جس شخص کے پاس اضافی سواری ہو وہ اس شخص کو اضافی سواری دے دی جو سواری کی استطاعت نہیں رکھتا، اور جس شخص کے پاس اضافی کھانا ہے تو وہ اس شخص کو اضافی کھانا دے دے جس کے پاس اضافی کھانا نہیں ہے۔ صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ اسی طرح مختلف اشیا کے نام بیان فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم کو یہ بات سمجھ آگئی کہ زائد مال میں ہمارا کوئی حق ہی نہیں ہے۔"

اس حدیث مبارکہ میں جو لفظ "فلیعد" وارد ہوا ہے وہ اس حقیقت پر دلالت کرتا ہے کہ مسلمان کے پاس جو کچھ بھی اضافی مال ہے وہ دراصل کسی غریب ونادار کا حق ہے لہذا اسے حقدار کی طرف لوٹا دیا جائے۔

قناعت کی طاقت

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں میں مختلف انداز سے تفریق رکھی ہے اور یہ تفریق تمدن انسانی کے لیے نہایت ضروری ہے کیونکہ یہ فرق ہی اس ذات حکیم کی حکمتوں کا ظہور کرتا ہے۔ تاہم اس تفریق کے بعد رب العزت انسان سے یہ تقاضہ کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالی کی عطا کرہ نعمتوں پر راضی رہیں۔ یہی چیز قناعت کہلاتی ہے کہ انسان اپنے رب کی عطا پر راضی ہو جائے اور جب معاشرہ قناعت پر راضی ہو جائے تو ایک پر امن اور مثالی معاشرہ بن جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے فرمان ہے۔

"ما قل و کفی خیر مما کثر و الھی"[۳۹]

"ضروریات کو پوری ہو جانے والی تھوڑی چیز اس زیادہ سے بہت رہے جو غفلت میں ڈال دے۔"

اگر قناعت نہ ہو تو ہر شخص اسی خلجان میں مبتلا ہو کر پریشان رہے گا کہ کسی طرح ان اشیا کو حاصل کر لیا جائے تو دوسروں کو بھی دستیاب ہیں۔ اس فکر کا نتیجہ بغض، عداوت اور حسد کی صورت میں نکلتا ہے اور یہ تخریب الاخلاق چیزیں انسانی صلاحیتوں کو تعمیری اور مثبت کام کے بجائے تخریبی معاملات کی طرف دھکیل دیتی ہیں۔ اسی وجہ سے ایسی دعا بھی مانگنا درست نہیں ہے جن میں کوئی مرد عورت بننے کی یا عورت مرد بننے کی خواہش کرے۔ تاہم وہ معاملات جن میں رب الکریم کی طرف سے تبدیلیوں کا وقوع ہوتا رہتا ہے، ان معاملات میں دعا کر سکتے ہیں جیسا کہ فقر و تنگ دستی سے نجات کے لیے دعا کرنا۔ اس کے علاوہ کسب حلال کے لیے تدبیر اختیار کرتے ہوئے اعتدال اور میانہ روی کے ساتھ چلتے ہوئے اللہ سے فضل مانگنے کا مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے اور کسی دوسرے کے حصے سے مانگنے سے روک دیا گیا ہے۔ اس متعلق قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے۔

"وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰي بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَسْـَٔــلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِــيْمًا"[۴۰]

"اور ہوس مت کرو جس چیز میں بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر مردوں کو حصہ ہے اپنی کمائی سے اور عورتوں کو حصہ ہے اپنی کمائی سے اور مانگو اللہ سے اس کا فضل بے شک اللہ کو ہر چیز معلوم ہے۔"

حواشی و حوالہ جات

[1] "Sustainable Development Goals | United Nations Development Programme," accessed January 3, 2023, https://www.undp.org/sustainable-development-goals?utm_source=EN&utm_medium=GSR&utm_content=US_UNDP_PaidSearch_Brand_English&utm_campaign=CENTRAL&c_src=CENTRAL&c_src2=GSR&gclid=CjwKCAiAwc-dBhA7EiwAxPRylKNz8Cy5w0jIQngeL43asmu4jBkMpt8or4TkPSqur5_Cpie7--91oRoCD7oQAvD_BwE#no-poverty.

[2] "Sustainable Development Goals | United Nations Development Programme."

[۳] "امریکہ میں غربت بلند ترین سطح پر"، بی بی سی نیوز اردو, 2011, https://www.bbc.com/urdu/world/2011/09/110914_america_poverty_record_high_tk.

[4] "Up to 25 Million More Europeans at Risk of Poverty by 2025 If Austerity Drags On," *Oxfam International*, September 11, 2013, https://www.oxfam.org/en/press-releases/25-million-more-europeans-risk-poverty-2025-if-austerity-drags.

[5] تہمینہ فاضل، "انسداد غربت وافلاس: سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی،" سہ ماجہ سماجی دینی تحقیقی مجلہ نور معرفت، جلد ۱۱، شمارہ ۲، (2020)، ص ۱۱۹.

[6] القرآن الکریم، سورۃ الھود، آیت ۶.

[7] القرآن الکریم، سورۃ الاسراء، آیت ۳۱.

[8] فاضل، "انسداد غربت وافلاس: سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی"، ص ۱۲۱.

[9] "انسانی ترقی کے شعبے میں پاکستان پیچھے کیوں؟ – DW – 19.12.2015," accessed January 4, 2023, https://www.dw.com/ur/انسانی-ترقی-کے-شعبے-میں-پاکستان-پیچھے-کیوں/a-18929645.

[10] سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو ازدی سجستانی، سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۱۵۴۴

[11] سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو ازدی سجستانی، سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۵۰۹۰

[12] محمد بن عیسی الترمذی، سنن ترمذی، کتاب الزہد، باب من اتقی المحارم فھو اعبد الناس (الریاض دار الاسلام للنشر والتوزیع، ۱۹۹۹)، رقم الحدیث ۲۳۰۵

[13] محمد بن عیسی الترمذی، سنن ترمذی، کتاب الجہاد، باب ماجاء فی الاستفتاح بصعالیک المسلمین، رقم الحدیث ۱۷۰۲

[14] ایضاً، کتاب الزہد، باب توکل علی اللہ، رقم الحدیث ۲۳۴۵

[15] ابن حجر العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری (القاہرہ: المطبعۃ السلفیۃ ومکتبتھا، ۱۹۸۱ء) ج ۴، ص ۹۴.

[16] محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الرقاق، باب کیف عیش النبی ﷺ واصحابہ، رقم الحدیث ۶۴۵۲

[17] ابن اثیر الجذری، اسد الغابہ، مترجم: سعد انصاری، (بیروت: دار ابن حزم، ۱۹۸۸ء)، ج ۲، ص ۶۲۶

[18] ولی الدین الخطیب التبریزی، مشکوۃ المصابیح (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ۲۰۰۵)، ص ۱۶۳.

[19] محولہ بالا، ص ۴۲۲

[20] مسلم بن حجاج القشیری، الجامع الصحیح (بیروت: دارالجیل،۱۹۷۹)رقم الحدیث ۲۵۶۴.

[21] ڈاکٹر نجات اللہ، اسلام کا نظریہ مملکت (لاہور: طبع اسلامک پبلیکیشنز،۱۹۶۸)، ص ۳۵.

[22] فاضل، "انسداد غربت وافلاس: سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی"، ص ۱۲۵-۱۲۴.

[23] محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح للبخاری، رقم الحدیث ۱۴۹۶

[24] محولہ بالا، رقم الحدیث ۱۴۵۴

[25] ابو محمد موفق الدین عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ، المغنی لابن قدامہ (قاہرہ: مکتبۃ القاہرہ، س ن)، ج ۲، ص ۴۲۸.

[26] القرآن الکریم، سورۃ الانعام، آیت ۱۴۱.

[27] سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو ازدی سجتانی، سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۳۰۴۰

[28] حمید ابن زنجویہ، الاموال (السعودیۃ: مرکز الملک فیصل للبحوث والدراسات الاسلامیۃ،۱۹۸۶)، ج ۱، ص ۱۶۲.

[29] فاضل، "انسداد غربت وافلاس: سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی"، ص ۱۲۵.

[30] محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب فرض صدقۃ الفطر، رقم الحدیث ۱۵۰۳

[31] سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو ازدی سجتانی، سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۱۶۱۱

[32] القرآن الکریم، سورۃ الاعراف، آیت ۱۰.

[33] نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد (بیروت: دارالفکر، س ن)، رقم الحدیث ۶۲۳۷.

[34] سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو ازدی سجتانی، سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۳۰۷۵

[35] محولہ بالا، رقم الحدیث ۳۰۷۸

[36] امام ابو یوسف، کتاب الخراج، مترجم: مولانا نیاز احمد اوکاڑوی (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س ن)، ص ۱۸۵.

[37] محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح للبخاری، رقم الحدیث ۵۵۶۹

[38] القشیری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث ۱۷۲۸.

[39] عبد اللہ بن محمد ابن ابی شیبہ، المصنف فی الاحادیث والآثار (ریاض: مکتبۃ الرشد، س ن)، رقم الحدیث ۲۹۵۱۶.

[40] القرآن الکریم، سورۃ النساء، آیت ۳۲.